مال غنیمت اور اس کی تقسیم کے احکامات: احکام القرآن للجصاص کی روشنی میں ایک تحقیقی جائزہ

Orders for Booty and its Distribution, A Research Review in the Light of Ahkaam Ul-Qur'an Lil Jasas

Muhammad Wajeeh ud din Nouman
PhD scholar Department of Islamic studies &Arabic,
Gomal University DI Khan
Email: mwnouman@gu.edu.pk

Dr.Hafiz Abdul Majeed
Assistant professor, Department of Islamic studies &Arabic
Gomal University DI Khan
Email: amajeedhafiz73@gmail.com

Abstract

Allah Ta'ala is the creator of this universe. In this universe, Allah Ta'ala has created various creatures, including angels, jinn and humans. Then Allah Ta'ala has made man the Ashraf al-Makhluqat, the reason for this is man's knowledge and understanding, through which he can distinguish between right and wrong.It is the statement of Allah, '' وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ And (Allah) taught Adam all the names, then presented them to the angels and said (to them): If you are truthful, tell me the names of these things.In another place, it is said: "هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ" Translation: Say (Think so much) Can those who have knowledge and those who do not have knowledge be equal to each other? (No and not at all) Only those who have sound mind accept advice.

Keywords: Booty, Volunteer, Spoils, Enemy, Fight, Sword, Statement of distribution of Spoil, Order of Ground Burials:

لغت میں نفل اس چیز کو کہتے ہیں جو اصل حق سے زیادہ ہوتی ہے۔ اسی سے نافلہ کا لفظ بنا ہے جو تطوع کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے۔ صاحب تفسیر کہتے ہیں کہ نفل مال غنیمت محفوظ کر لینے سے پہلے دیا جاتا ہے لیکن اس کے بعد یہ صرف پانچویں حصے سے دیا جا سکتا ہے۔ وہ اس طرح کہ سپہ سالار یا امام کسی سریہ یعنی فوجی دستے سے کہہ دے کہ خمس نکالنے کے بعد تمھارے لیے چوتھائی حصہ ہو گا۔ یا خمس نکالنے سے پہلے پورے مال غنیمت میں سے چوتھائی حصہ ہو گا یا یوں اعلان کر دے کہ جس شخص کو جو چیز ہاتھ لگے وہ اس کی ہو گی۔ یہ بات قتال پر ابھارنے اور دشمن کے خلاف بھڑکانے کی خاطر کہی جائے۔ یا یوں کہے کہ جس شخص نے کسی دشمن کو قتل کر دیا اسے اس کا سارا یعنی سلب مل جائے گا۔ لیکن جب مال غنیمت محفوظ کر لیا جائے تو پھر امام کے لیے لشکر کے حصے میں سے کسی کو بطور نفل کچھ دینا جائز نہیں ہو گا۔ تاہم اس کے لیے پانچویں حصے میں سے کسی کو بطور نفل دے دینا بھی جائز ہو گا۔ حضرت ابن عباسؓ

، مجاہدؒ، ضحاکؒ، قتادہؒ، عکرمہؒ اور عطاءؒ کا قول ہے کہ انفال غنائم کو کہتے ہیں۔[1] عطاء نے حضرت ابن عباسؓ سے ایک اور روایت کی ہے کہ انفال ان تمام چیزوں کا نام ہے جو مشرکین سے قتال کے بغیر مسلمانوں کے ہاتھ لگ جائیں، خواہ وہ کوئی سواری ہو یا غلام یا مال و متاع ہو۔ اسی لیے حضور ﷺ کو یہ اختیار تھا کہ آپ ﷺ ان چیزوں کو جہاں چاہیں لگادیں۔[2] حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ "جنگ بدر میں ایک تلوار میرے ہاتھ لگی میں اسے لے کر حضور ﷺ سے پاس آگیا اور عرض کیا کہ تلوار مجھے بطور نفل دے دیجیے"۔ آپ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ اسے تم نے جہاں سے اٹھایا ہے وہاں رکھ دو۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی (يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ)[3] تم سے انفال کے متعلق پوچھتے ہیں۔ پھر حضور ﷺ نے مجھے بلا کر فرمایا کہ جاؤ اور جا کر اپنی تلوار لے لو۔"[4] معاویہ بن صالحؒ نے علی بن ابی طلحہؒ سے اور انھوں نے ابن عباسؓ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان (يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ)[5] کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا "انفال ان غنائم کا نام تھا جو صرف حضور ﷺ کے لیے مخصوص ہوتے تھے اور ان میں سے کسی اور کو حصہ نہیں ہوتا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ)[6] اور تمھیں معلوم ہو کہ جو کچھ مال غنیمت تم نے حاصل کیا ہے ان کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کا ہے۔[7]

حضرت عبادہ بن الصامتؓ اور حضرت ابن عباسؓ اور دیگر حضرات کا قول ہے کہ حضور ﷺ نے جنگ بدر کے دن مختلف انفال تقسیم کیے آپ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کو کوئی چیز ہاتھ لگی ہو وہ اس کی ہے"۔ اس پر صحابہؓ کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا، کچھ لوگ تو اس بارے میں ہماری رائے رکھتے تھے، جب کہ کچھ دوسرے حضرات یہ کہتے تھے کہ ہم نے حضور ﷺ کی حفاظت کی ہے اور آپ ﷺ کے گرد اپنی جانوں کا حلقہ باندھ دیا ۔جب ہمارے اختلاف بڑھ گئے اور ہمارے اخلاق بگڑ گئے تو اللہ تعالیٰ نے وہ سارا مال ہمارے ہاتھوں سے چھین کر اپنے رسول ﷺ کے حوالے کر دیا جس سے آپ ﷺ نے خمس نکالنے کے بعد تمام لوگوں میں تقسیم کر دیا۔[8] حضرت عبادہؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں یہ ذکر ہے کہ حضور ﷺ نے جنگ بدر کے دن جنگ شروع ہونے سے پہلے اعلان فرمایا تھا کہ "جو چیز کسی کے ہاتھ آئے وہ اس کی ہو گی" نیز جو شخص کسی کو قتل کر دے اس کا سامان اس مل جائے گا"۔ یہ بات غلط ہے بلکہ حضور ﷺ نے جنگ حنین کے روز یہ اعلان فرمایا تھا" کہ جو شخص کسی کو قتل کرے گا اس کا سامان اسے مل جائے گا۔[9] نیز مال غنیمت کے بارے میں آیت جنگ بدر میں سامان جمع ہونے کے بعد نازل ہوئی تھی۔ کیونکہ مال غنیمت کی اباحت جنگ کے بعد ہوئی تھی۔ اس بات کے غلط ہونے پر یہ امر بھی دلالت کرتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا" من اخذ شیاء فھو لہ" نیز فرمایا تھا" من قتل قتیلا فلہ کذا"[10] پھر

آپ ﷺ نے مال غنیمت لوگوں کے درمیان مساوی تقسیم کر دیا۔ اس روایت کے غلط ہونے کا یہیں سے پتہ چلتا ہے کیونکہ حضور ﷺ کی ذات سے وعدہ خلافی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ (11)(وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ)(12) حضرت ابن عباسؓ اور مجاہدؒ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے پانچواں حصہ اپنے اہل کو اور ان مسلمانوں کو دے دیا جن کا آیت میں ذکر ہے اور باقی چار حصے جنگ میں شریک ہونے والوں کے درمیان تقسیم کر دیے، حضور ﷺ نے سوار اور پیدل سپاہی کے حصوں کی بھی وضاحت فرما دی۔(13) غزوہ بدر میں ہاتھ آنے والے مال غنیمت کی تقسیم حضور ﷺ نے اپنی صوابدید کے مطابق کی تھی اور وہ تقسیم اس طرح نہیں تھی جس طرح اب غنائم کی تقسیم ہوتی ہے۔ اس پر یہ بات دلالت کرتی ہے کہ حضور ﷺ نے بدر کے موقعہ پر سارا مال غنیمت جنگ کے شرکاء میں مساوی طور پر تقسیم کر دیا تھا اور اس میں سے خمس بھی علیحدہ نہیں کیا تھا۔ اس موقعہ پر جو تقسیم ہوئی وہ اگر اس تقسیم کے مطابق ہوتی جس پر تقسیم غنائم کے حکم کو استقرار ہو گیا تھا تو پھر آپ خمس ضرور نکالتے اور سوار سپاہی کو پیدل سپاہی سے زیادہ حصہ دیتے۔ اس موقعہ پر پورے لشکر میں صرف دو گھوڑے تھے۔ ایک حضور ﷺ کا اور دوسرا حضرت مقدادؓ بن الاسود کا۔ جب آپؐ نے غنائم بدر کو تمام شرکاء کے درمیان مساوی طور پر تقسیم کر دیا تو ہمیں یہ معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان (قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ)(14) تقسیم غنائم کا معاملہ حضور ﷺ کو متقضی ہے تاکہ آپؐ اپنی صوابدید کے مطابق جس کو جتنا چاہیں دے دیں۔ پھر مال غنیمت محفوظ کر لینے کے بعد کسی کو بطور نفل کچھ دینے کا حکم منسوخ ہو گیا لیکن مال غنیمت کو محفوظ کر لینے سے قبل لشکر اسلامی کو قتال پر ابھارنے کی خاطر کسی کو بطور نفل کچھ دے دینے کا حکم باقی رہ گیا۔(15) عاصم نے معصب بن سعد سے اور انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں معرکہ بدر کے موقعہ پر ایک تلوار لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: "اللہ کے رسول، آج اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے خلاف میرے دل میں لگی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کر دیا ہے اس لیے یہ تلوار مجھے بطور ہبہ عطا کر دیجیے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا" یہ تلوار نہ میری ہے نہ تمہاری"۔ جب آپ ﷺ نے یہ فرمایا تو میں یہ سوچتے ہوئے واپس چلا گیا کہ آج یہ تلوار اس شخص کو مل جائے گی جس کی کارکردگی مجھ سے کم تر ہو گی۔ میں ابھی اسی سوچ میں تھا کہ اتنے میں حضور ﷺ کا قاصد مجھے بلانے آ گیا۔ نے سوچا کہ جو گفتگو میں نے آپ سے کی تھی اس کے متعلق شاید میرے بارے خدا کی طرف سے کوئی حکم نازل ہوا ہو۔ چنانچہ میں حاضر ہو گیا۔ مجھے دیکھتے ہی آپ ﷺ نے فرمایا "تم نے یہ تلوار مجھ سے مانگی تھی اس وقت تک یہ تلوار نہ میری تھی نہ تمہاری، اب اللہ تعالیٰ نے اسے میری ملکیت میں دے دیا ہے اس لیے میں تمہیں دیتا ہوں"۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ)(16) حضور ﷺ نے یہ بات بتا

دی کے سورہ انفال کے نزول سے پہلے وہ تلوار نہ تو آپ کی ملکیت میں تھی نہ حضرت سعدؓ کی۔([17]) پھر جب اللہ تعالیٰ یہ معاملہ آپ ﷺ کے ہاتھ میں دے دیا تو آپ ﷺ نے اس کی ملکیت کے لیے حضرت سعدؓ کو ترجیح دی۔([18])

اللہ تعالیٰ کا فرمان (وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ)([19]) یاد کرو وہ موقع جب کہ اللہ تم سے وعدہ کر رہا تھا کہ دونوں گروہوں میں سے ایک تمہیں مل جائے گا۔ اس واقع میں حضور ﷺ کی نبوت کی صداقت کے کئی دلائل موجود ہیں، ایک تو یہ کہ آپ نے لوگوں کو بتا دیا تھا کہ قافلہ قریش اور لشکر قریش میں سے ایک ساتھ مسلمانوں کو واسطہ پڑے گا۔ قریش کا یہ تجارتی قافلہ واپسی کے سفر پر تھا اور اس میں پورے قریش کا سرمایہ لگا ہوا تھا۔ اس کی حفاظت اور حمایت کے لیے قریش کا لشکر مکہ سے چل پڑا تھا، پھر وہی کچھ ہوا جس کا آیت میں وعدہ کیا گیا تھا۔([20])

غنائم کی تقسیم کا بیان:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد (وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ)([21]) اور تمہیں معلوم ہو کہ جو کچھ مال غنیمت تم نے حاصل کیا ہے اس کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔ اللہ تعالی کا ایک اور جگہ ارشاد ہے (فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا)([22]) پس جو کچھ مال تم نے حاصل کیا ہے اسے کھاؤ کہ وہ حلال اور پاک ہے۔ حضرت ابن عباسؓ اور مجاہدؒ سے مروی ہے کہ یہ آیت (قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ)([23]) کی ناسخ ہے۔ اس لیے کہ پہلے یہ بات تھی کہ جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھ جو کچھ آتا حضور ﷺ اس میں سے جسے جتنا چاہتے دے دیتے۔ اس مال میں کسی کا حق نہ ہوتا۔ صرف اس شخص کا حق ہوتا جسے حضور ﷺ حقدار بنا دیتے۔ یہ صورت معرکہ بدر کے موقع پر پیش آئی تھی۔([24]) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "تم سے پہلے کالے سروں والی کسی قوم کے لیے مال غنیمت حلال نہیں کیا گیا تھا۔ جب کوئی نبی اور اس کے رفقاء مال غنیمت حاصل کرتے تو وہ اسے ایک جگہ جمع کر دیتے، پھر آسمان سے ایک آگ اترتی اور اسے کھا جاتی پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ([25]) (فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا)([26]) اگر اللہ کا نوشتہ پہلے نہ لکھا جا چکا ہوتا تو جو کچھ تم نے کیا ہے اس کی پاداش میں تم کو بڑی سزا دی جاتی، پس جو کچھ تم نے مال حاصل کیا ہے اسے کھاؤ کہ وہ حلال اور پاک ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے کہ جب بدر کا معرکہ پیش آیا اور حضور ﷺ نے کافروں کے قیدیوں سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی (مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ)([27]) کسی نبی کے لیے یہ زیبا نہیں ہے کہ اس کے پاس قیدی ہوں جب تک کہ وہ زمین میں دشمنوں کو اچھی طرح کچل نہ دے۔([28]) فدیہ والی آیت میں مسلمانوں کے اس

عمل پر جس ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ انھوں نے ان قیدیوں کو قتل کرنے کے بجائے شروع ہی سے ان سے فدیہ لے لیا تھا۔ اس آیت میں یہ دلالت موجود نہیں ہے کہ غنائم کی اس وقت تک حلت نہیں ہوئی تھی جس میں تقسیم کا معاملہ حضور ﷺ کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا تھا۔ اس لیے کہ ممکن ہے کہ غنائم کی حلت تو ہو گئی ہو لیکن فدیہ کی ممانعت رہی ہو۔ امام ابو حنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے کہ مشرکین کے قیدیوں سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دینا جائز نہیں ہے۔ (29) معرکہ بدر میں حصہ لینے والی فوج مال غنیمت کو آپس میں تقسیم کر لینے کی مستحق قرار نہیں دی گئی تھی۔ اس پر یہ بات دلالت کرتی ہے کہ حضور ﷺ نے اس مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ الگ نہیں کیا تھا۔ اور سوار اور پیدل سپاہیوں کے حصوں کی نشاندہی نہیں کی تھی۔ یہاں تک کہ قول باری تعالیٰ (وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ) (30) کا نزول ہوا۔ آپ ﷺ نے اس آیت کی بنیاد پر غنائم کے پانچ حصے کر کے چار حصے جنگ میں حصہ لینے والوں کے درمیان تقسیم کر دیے اور پانچواں حصہ آیت میں مذکور مدوں کے لیے مخصوص کر دیا گیا۔ اس آیت کے ذریعے اس اختیار کو منسوخ کر دیا گیا جو حضور ﷺ کو حاصل تھا کہ آپ ﷺ جسے چاہتے غنائم میں سے نفل کے طور پر دے دیتے۔ (31)

مال غنیمت اور تعمیر کردار:

حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے قبیلہ ہوازن سے حاصل ہونے والے غنائم کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ حضور ﷺ ایک اونٹ کے پاس چلے گئے اس کی کوہان سے ایک بال اٹھایا اور فرمایا، لوگو! اس فئے یعنی مال غنیمت میں خمس کے سوا میرے لیے کوئی چیز نہیں ہے، یہ چیز تک بھی نہیں ہے، یہ کہتے ہوئے آپ ﷺ نے دو انگلیاں بلند کر کے اونٹ کے کوہان سے حاصل کردہ بال لوگوں کو دکھایا۔ اور یہ پانچواں حصہ بھی تمھیں لوٹا دیا جاتا ہے، اس لیے مال غنیمت کا دھاگہ اور سوئی بھی جمع کرا دو"۔ یہ سن کر ایک شخص کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں اون کا گچھا تھا وہ کہنے لگا کہ میں نے اون کا یہ گچھا اپنی اونی چادر رفو کرنے کی غرض سے لیا تھا"۔ حضور ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا: "خمس میں سے میرا اور عبدالمطلب کے گھرانے یعنی میری قرابت داروں کا جو حصہ ہے وہ میں تمہیں دیتا ہوں"۔ یہ سن کر وہ شخص کہنے لگا، جب اس سلسلے میں آپ اس مقام کو پہنچ گئے ہیں جو مجھے نظر آ رہا ہے تو مجھے بھی اس اون کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کہہ کر اس شخص نے اون کا وہ گچھا پھینک دیا۔ (32) محمد بن سیرین نے روایت کی ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ، حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ کی سرکردگی میں ایک مہم پر گئے ہوئے تھے۔ اس مہم کے اختتام پر کچھ قیدی ہاتھ آ گئے۔ حضرت عبیداللہؓ نے حضرت انسؓ کو ایک قیدی حوالہ کرنا چاہا تو حضرت انسؓ نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا اور فرمایا کہ پہلے مال غنیمت تقسیم کر دو۔ پھر خمس میں سے مجھے جو کچھ دینا ہے دو۔ حضرت عبیداللہؓ نے کہا

کہ میں تو پورے مال غنیمت میں سے تمہیں دوں گا۔ حضرت انسؓ نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور حضرت عبید اللہؓ خمس میں سے دینے پر رضامند نہیں ہوئے۔ (33)عبد الباقی بن قانع نے روایت بیان کی، انہیں ابراہیم بن عبد اللہ نے، انہیں حجاج نے، انہیں حماد نے محمد بن عمرو سے، انھوں نے سعید بن المسیب سے، انھوں نے فرمایا: حضور ﷺ کے بعد اب بطور نفل کسی کو کچھ دینے کی بات ختم ہو گئی۔ سعید بن المسیب کی شاید اس سے مراد یہ ہو کہ پورے مال غنیمت میں سے اب بطور نفل کسی کو کچھ نہیں دیا جائے گا۔ اس لیے کہ حضور ﷺ بطور نفل لوگوں کو دیا کرتے تھے۔ پھر مال غنیمت کی تقسیم کی آیت کے ذریعے یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ ابو بکر جصاصؒ کہتے ہیں کہ اس قول سے ہمارے مسلک کے حق میں استدلال کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے کہ سعید بن المسیب کا یہ قول ظاہری طور پر اس امر کا مقتضی ہے کہ عام حالات کے اندر حضور ﷺ کے بعد کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ بطور نفل کسی کو کوئی چیز دے دے۔ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ کہ یہ دلالت موجود ہے کہ امام وقت یا سپہ سالار یہ اعلان کر دے کہ جو شخص دشمن کے کسی آدمی کو قتل کرے گا اس کا سامان اسے مل جائے گا۔ تو اس صورت میں سامان اس کو مل جائے گا۔ اس پر چونکہ سب کا اتفاق ہے اس لیے اتفاق امت کی بنا پر ہم نے اس کی تخصیص کر دی اور باقی صورتوں کو اس کے مقتضی پر رہنے دیا یعنی اگر امام اعلان نہ کرے تو کسی کو بھی بطور نفل کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ (34)

بڑے سرداروں کو مال غنیمت دینا:

حضور ﷺ نے غزوہ حنین میں حاصل ہونے والے غنائم میں سے عرب کے مشہور سرداروں کو بڑے بڑے عطیے دیے تھے۔ ان میں اقرع بن حابس، عیینہ بن حصن، زبرقان بن بدر، ابو سفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ شامل تھے۔ ابو بکر جصاصؒ کہتے ہیں کہ یہ بات واضح ہے کہ آپ نے ان میں سے ہر ایک کو مال غنیمت میں سے اس کا اپنا حصہ اور خمس میں سے ایک حصہ دو حصے ملا کر نہیں دیے تھے اس لیے کہ یہ دونوں حصے مل کر بھی اس عطیے کی مقدار کر نہیں پہنچ سکتے تھے جو آپ ﷺ نے ان میں سے ہر ایک کو حصہ دیا تھا۔ آپ ﷺ نے ہر ایک کو سو سو اونٹ دیے تھے۔ ان کے سوا کچھ دوسروں کو بھی اتنے ہی اونٹ دیے تھے۔ چونکہ یہ لوگ مؤلفۃ القلوب کے زمرے میں آتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے صدقات میں مؤلفۃ القلوب کا حصہ رکھا ہے۔ خمس کی حیثیت بھی اس لحاظ سے صدقہ کی طرح ہے کہ اس کا مصرف بھی فقراء ہیں جس طرح صدقات کا فقراء ہی ہیں۔ اس لیے یہ ممکن ہے کہ حضور ﷺ نے انھیں پورے خمس میں سے دیا ہو جس طرح صدقات میں سے آپ انہیں دیتے تھے۔ (35)

زمینی دفینوں کا حکم:

ایسا رکاز (زمین کے اندر موجود معدنیات، دھاتیں نیز دفینے) جو دارالاسلام میں ملے اس میں خمس واجب ہو گا۔ اس لیے کہ وہ ایسے سرزمین میں پایا گیا جس پر اسلام کا غلبہ ہے۔ لیکن اگر یہ رکاز دارالحرب میں مل جائے تو اس میں خمس واجب نہیں ہو گا۔ اگر کوئی شخص امام کی اجازت سے دارالحرب میں گھس کر وہاں سے مال وغیرہ سمیٹ لے تو اس مال میں خمس واجب ہو گا اس لیے کہ امام المسلمین نے جب اسے یہ کاروائی کرنے کی اجازت دے دی تو وہ اس کی مدد اور پشت پناہی کا ضامن بن گیا۔ اور اس سلسلے میں وہ مسلمانوں کی جماعت کے قائم مقام ہو گیا۔ اس لیے اس مال میں مسلمانوں کے لیے اسے خمس کا استحقاق حاصل ہو گیا۔ امام کی اجازت کے بغیر دارالحرب میں گھس کر لوٹ مار کرنے والے اگر ایک گروہ کی شکل میں ہوں جنھیں طاقت و قوت بھی حاصل ہو تو ان کے حاصل کردہ مال میں خمس واجب ہو گا۔ اس لیے کہ قول باری تعالیٰ ہے(وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ)([36])اس صورت میں اس گروہ کی حیثیت فوجی دستے اور لشکر جیسی ہو گی۔([37])

بعد میں شامل جنگ ہونے والوں کے خمس کا حکم:

اگر اسلامی لشکر دارالحرب میں مصروف پیکار ہو اور مال غنیمت محفوظ کر لینے سے پہلے کوئی اور فوجی دستہ یا لشکر کمک کے طور پر ان سے جا ملے تو آیا وہ بھی اس مال غنیمت میں حصہ دار ہو گا یا نہیں۔ جب اسلامی لشکر کو دارالحرب میں مال غنیمت حاصل ہو جائے اور اسے دارالاسلام میں پہنچانے سے پہلے کوئی اور دستہ بطور کمک ان سے آملے تو آنے والے لوگ اس مال غنیمت میں حصہ دار بنیں گے۔ نیز قول باری تعالیٰ(وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ)([38]) بھی اس امر کا مقتضی ہے کہ حاصل شدہ یہ مال غنیمت نئے آنے والوں کے لیے بھی مال غنیمت شمار کر لیا جائے گا۔ کیونکہ اس مال کو دارالاسلام میں لا کر محفوظ کر دینے میں ان لوگوں کا بھی حصہ ہے۔ جب تک اسلامی لشکر دارالحرب میں پڑاؤ ڈالے رہے گا اسے مال غنیمت کو دارالاسلام میں لا کر محفوظ کر دینے کے سلسلے میں ان نئے آنے والوں کو معاونت کی ضرورت رہی گی۔ جس طرح اس صورت میں ان کی معاونٹ کی ضرورت رہتی جب وہ اس مال غنیمت کے حصول سے پہلے اسلامی لشکر سے آملتے۔ اس صورت میں مال غنیمت میں اس کی شرکت ہو جاتی ہے۔([39]) جو حضرات کمک کے طور پر آنے والے لشکر کو مال غنیمت میں شامل نہیں کرتے ان کا استدلال یہ روایت ہے۔ زہری نے عنبسہ بن سعید اور انھوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابان بن سعید کو نجد کی طرف جانے والی ایک فوجی مہم کا قائد بنا کر روانہ کیا تھا۔ حضرت ابانؓ کامیابی حاصل کرنے کے بعد اپنے رفقاء سمیت حضور ﷺ کے پاس خیبر پہنچ گئے، جب آپ وہاں پہنچے تو خیبر فتح ہو چکا تھا اور کھجور کی چھالوں سے گھوڑوں پر گٹھڑیاں باندھی جا چکی تھی۔ حضرت ابانؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ ہمیں بھی خیبر کے مال غنیمت

سے حصہ ملنا چاہیے۔ حضرت ابو ہریرۃؓ کہتے ہیں کہ میں نے فوراً عرض کیا کہ انھیں کوئی حصہ نہ دیا جائے۔ یہ سن کر حضرت ابانؓ کو غصہ آ گیا اور انھوں نے حضرت ابو ہریرۃؓ کو نجدی دیہاتی، تمہاری یہ جرات، کہہ کر ڈانٹ دیا۔ حضور ﷺ نے حضرت ابانؓ کو بیٹھنے کا حکم دیا اور انہیں کوئی حصہ نہیں دیا۔(40) اس روایت میں ان حضرات کے قول کی کوئی تائید نہیں ہے۔ اس لیے کہ خیبر پر جب حضور ﷺ کا غلبہ ہوا تھا تو اس کے ساتھ ہی وہ دارالاسلام بن گیا تھا۔ اس بارے میں کوئی اختلاف رائے نہیں ہے۔(41)

خیبر کا مال غنیمت شرکائے حدیبیہ کے لیے مخصوص تھا:

حماد بن سلمہؒ نے علی بن زیدؒ سے، انھوں نے عمار بن ابی عمارؒ سے اور انھوں نے حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب بھی مال غنیمت کی تقسیم ہوتی تو میں حضور ﷺ کے ساتھ موجود ہوتا تھا۔ حضور ﷺ مجھے ضرور مال غنیمت میں سے کچھ نہ کچھ حصہ دے دیتے۔ صرف خیبر کے موقع پر حضور ﷺ نے مال غنیمت میں سے مجھے کچھ نہیں دیا۔ اس لیے کہ یہ مال غنیمت صرف ان مجاہدین کے لیے مخصوص تھا جو حدیبیہ کے موقع پر حضور ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ابو ہریرۃؓ نے اس روایت میں یہ بات بتائی ہے کہ خیبر میں حاصل ہونے والا مال غنیمت اہل حدیبیہ کے لیے مخصوص تھا۔ خواہ انھوں نے غزوہ خیبر میں حصہ لیا تھا یا نہیں لیا تھا۔ اس مال غنیمت میں ان کے سوا کسی اور کا حصہ نہیں رکھا گیا تھا۔ ابو بردہؓ نے حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں: ہم فتح خیبر کے تین دن بعد حضور ﷺ کے پاس پہنچے۔ آپ ﷺ نے مال غنیمت میں سے ہمیں حصہ دیا اور ہمارے سوا کسی اور جو اس غزوہ میں شریک نہیں ہوا تھا کوئی حصہ نہیں دیا۔(42) اس روایت میں یہ ذکر ہوا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابو موسیٰؓ اور ان کے رفقاء کو مال غنیمت میں سے حصہ دیا تھا حالانکہ یہ حضرات فتح خیبر میں شریک نہیں تھے۔ ان کے سوا کسی اور کو کوئی حصہ نہیں دیا جو اس معرکہ میں شریک نہیں تھا۔ اس میں یہ احتمال ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں اس بنا پر حصہ دیا تھا کہ یہ لوگ اہل حدیبیہ میں سے تھے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپ ﷺ نے انھیں اس بنا پر حصہ دیا تھا کہ اس مال غنیمت کے مستحقین نے خوشدلی سے اس کی اجازت دے دی تھی۔(43) جس طرح خثیم بن عراکؒ نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے قبیلے کے کچھ لوگوں سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو ہریرۃؓ اپنے رفقاء سمیت مدینہ پہنچے۔ اس وقت حضور ﷺ مدینہ سے جا چکے تھے۔ یہ حضرات بھی مدینہ سے روانہ ہو کر حضور ﷺ کے پاس پہنچے جب خیبر فتح ہو چکا تھا۔ حضور ﷺ نے ان حضرات کے حصوں کے بارے میں مجاہدین سے مشورہ کرنے کے بعد انھیں بھی مال غنیمت میں شریک کر لیا۔ ان روایات میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ اگر دارالحرب میں موجود اسلامی لشکر کو کوئی کمک پہنچ جائے تو اسے مال غنیمت میں شریک نہیں کیا جاتا۔(44) قیس بن مسلمؒ نے

طارق بن شہابؒ سے روایت کی ہے کہ اہل بصرہ نے نہاوند پر حملہ کیا۔ اہل کوفہ نے ان کے لیے کمک بھیجی۔ اس وقت نہاوند فتح ہو چکا تھا۔ اہل بصرہ نے اہل کوفہ کو غنیمت کے مال میں شریک کرنا نہیں چاہا۔ اہل کوفی کی کمک حضرت عمارؓ کی قیادت میں گئی تھی۔ بنو عطارد کے ایک شخص نے حضرت عمارؓ سے گستاخانہ انداز میں کہا: کیا تم ہمارے غنائم میں شریک ہونا چاہتے ہو۔ آپ نے جواب میں فرمایا: ہاں! شریک ہونا چاہتے ہیں کیونکہ ہماری مدد سے تم نے یہ قیدی گرفتار کیے ہیں۔ پھر حضرت عمرؓ کو اس کے متعلق لکھا گیا۔ حضرت عمرؓ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ مال غنیمت ان لوگوں کو ملے گا جو اس جنگ میں شریک ہوئے ہیں۔ اس روایت میں بھی ہمارے قول کے خلاف دلالت موجود نہیں ہے۔ اس لیے کہ مسلمان نہاوند پر قابض ہو گئے تھے جس کی بنا پر نہاوند دارالاسلام بن گیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے یہ حکم اس لیے دیا تھا کہ حضرت عمارؓ اور اس کے رفقاء اس وقت شامل ہوئے جب نہاوند دارالاسلام بن چکا تھا۔ ([45])

گھڑ سواروں کے حصے:

اللہ تعالیٰ کا فرمان: (وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ)([46]) ظاہر قول باری تعالیٰ سوار اور پیادہ کے حصوں میں مساوات کا مقتضی ہے۔ اس میں تمام غانمین کو خطاب ہے اور یہ اسم ان سب کو شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ)([47]) اگر عورتیں دو سے زائد ہوں تو انھیں ترکہ کا دو تہائی ملے گا۔ ظاہر آیت سے یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ اگر میت کی بیٹیاں دو سے زائد ہوں تو دو تہائی ترکہ کی مساوی طور پر مستحق ہوں گی۔ یعنی دو تہائی ترکہ کو آپس میں مساوی طور پر تقسیم کر لیں گی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میرا یہ غلام ان لوگوں کے لیے ہے تو اسے اس مفہوم پر محمول کیا جائے گا کہ غلام مساوی طور پر ان لوگوں کا ہو گا۔ الا یہ کہ ان لوگوں میں سے کسی کے حصے کی زیادتی بیان کر دی گئی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان (غنمتم) اس مفہوم سے عبارت ہے کہ مال غنیمت پر اس کی ملکیت ہوتی ہے تاہم گھڑ سوار کے حصے کے متعلق فقہاء میں اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ سوار کو دو حصے اور پیادہ کو ایک حصہ ملے گا۔ امام یوسفؒ، امام محمدؒ، ابن ابی لیلیٰؒ، امام مالکؒ، سفیان ثوریؒ، لیث بن سعدؒ، اوزاعیؒ، اور امام شافعیؒ کا قول ہے کہ سوار کو تین حصے ملیں گے اور پیادہ کو ایک حصہ ملے گا۔ حضرت عمرؓ کے گورنر المنذر بن ابی حمصہ سے امام ابو حنیفہؒ کے قول کی طرح روایت منقول ہے کہ انھوں نے سوار کو دو حصے اور پیادہ کو ایک حصہ دیا تھا اور حضرت عمرؓ نے ان پر صاد کیا تھا۔ حسن بصریؒ سے بھی یہی منقول ہے۔ ابو بکر جصاصؒ کہتے ہیں کہ ہمیں عبد الباقی بن قانع نے روایت بیان کی ہے، انھیں یعقوب بن غیلان العمانی نے، انھیں محمد بن الصالح الجرجرائیؒ نے، انھیں عبد اللہ بن رجار سفیان ثوریؒ سے، انھوں نے عبید اللہ بن عمر سے، انھوں نے نافعؒ سے اور انھوں نے عبد اللہ بن عمرؓ سے کہ حضور ﷺ نے سوار کے لیے دو حصے اور پیادہ کے لیے

ایک حصہ مقرر فرمایا تھا۔(48) عبد الباقی نے روایت بیان کی، انھیں بشیر بن موسیٰ نے، انھیں الحمیدی نے، انھیں ابو اسامہ نے عبید اللہ سے، انھوں نے نافع سے، انھوں نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "سوار کے لیے تین حصے ہیں، ایک حصہ اس کے لیے دو حصے اس کے گھوڑے کے لیے"۔(49) عبد الباقی بن قانع نے، انہیں حسن بن الکمیت الموصلیؒ، انہیں صبح بن دینارؒ نے، انھیں حفیف بن سالمؒ نے عبید اللہ بن عمرؓ سے، انھوں نے نافعؒ سے اور انھوں نے عبد اللہ بن عمرؓ سے کہ حضور ﷺ نے معرکہ بدر کے موقع پر سوار کو دو حصے اور پیادہ کو ایک حصہ عطا کیا تھا۔ مجمع بن جاریہ نے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فتح خیبر کے موقع پر غنائم کی تقسیم اس طرح فرمائی تھی کہ سوار کو دو حصے عطا کیے تھے اور پیادہ کو ایک حصہ دیا تھا۔ ابن الفضیل نے حجاج سے انھوں نے ابو صالح سے اور انھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فتح خیبر کے موقع پر غنائم کی تقسیم اس طرح کی کہ سوار کو تین حصے دیے اور پیادہ کو ایک حصہ دیا۔(50) ان دونوں روایتوں میں اس طرح تطبیق ہو سکتی ہے کہ آپ نے بعض سواروں کو دو حصے عطا کیے تھے جو کہ ان کا حق تھا اور بعض کو تین حصے دیے۔ زائد حصہ بطور نفل عطا کیا۔ جس طرح حضرت سلمہ بن الاکوعؓ سے مروی ہے کہ آپ نے انھیں غزوہ ذی قرد میں سوار اور پیادوں دونوں کے حصوں کے طور پر دو حصے عطاء کیے تھے۔ حضرت سلمہؓ اس روز پیادہ تھا یا جس طرح مروی ہے کہ آپ نے اس دن حضرت زبیرؓ کو چار حصے عطا کیے تھے۔ سفیان بن عینیہؒ نے ہشام بن عروہ سے روایت کی ہے، انھوں نے یحیی بن عباد بن عبد اللہ بن الزبیرؓ سے کہ حضرت زبیرؓ کے لیے مال غنیمت میں سے چار حصے رکھے جاتے تھے۔ یہ زائد حصے بطور نفل ہوتے تھے۔ اور اس مقصد کے ذریعے سواروں کو دشمنوں پر گھوڑے دوڑانے کے لیے برانگیختہ کیا جاتا تھا۔ جس طرح آپ ﷺ اسی مقصد کے تحت قاتل کو مقتول کا سلب دے دیتے تھے اور اعلان فرمادیتے، جو چیز کسی شخص کے ہاتھ آجائے گی وہ اس کی ہو گی۔ یہ اقدام دراصل جنگ پر برانگیختہ کرنے کی خاطر اٹھایا جاتا تھا۔(51)

اگر ایک شخص کئی گھوڑے لے کر میدان جنگ میں لے جائے ان کے حصے کیا ہوں گے؟

اگر ایک شخص کئی گھوڑے لے کر میدان جنگ میں جاتا ہے تو اسے کس قدر حصہ دیا جائے گا۔ اس کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف رائے ہے۔ امام ابو حنیفہؒ، امام محمدؒ، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا قول ہے کہ اسے صرف ایک گھوڑے کا حصہ ملے گا۔ امام یوسفؒ، سفیان ثوریؒ اوزاعیؒ اور لیث بن سعد کا قول ہے کہ اسے دو گھوڑوں کے حصے ملیں گے۔ پہلے قول کی کی صحت پر یہ بات دلالت کرتی ہے کہ تاریخ میں اس امر سے سارے آگاہ ہیں کہ اسلام کے غلبے کے بعد حضور ﷺ کی سرکردگی میں اسلامی لشکر نے خیبر، مکہ اور حنین کے معرکوں میں حصہ لیا۔ اسلامی لشکر میں ایسے گروہ بھی ہوتے تھے جن کے افراد کے پاس ایک سے زائد گھوڑے ہوتے۔ لیکن یہ بات کسی

روایت میں مذکور نہیں ہے کہ حضور ﷺ نے ایسے کسی سوار کو ایک گھوڑے کے حصے سے زائد دیا ہو۔ گھوڑا بھی ایک آلہ جنگ ہے اس لحاظ سے قیاس کا تقاضا تو یہ تھا کہ اسے بھی کوئی حصہ نہ دیا جائے۔ جس طرح دیگر آلات حرب کو حصے نہیں دیے جاتے، لیکن جب سنت اور اتفاق امت کی جہت سے گھوڑے کے لیے ایک حصہ کا ثبوت مل گیا تو ہم نے اسے قیاس کے حکم سے مستثنیٰ کر دیا۔ اب اس پر اضافہ صرف کسی توقیف یعنی شرعی دلیل کے ذریعے ہی ثابت ہو سکتا ہے اس لیے کہ قیاس سے تو اس حکم کی ممانعت ہوتی ہے۔ (52)

خمس کی تقسیم کا بیان:

اللہ تعالیٰ کا فرمان: (فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ)(53) اس کا پانچواں حصہ اللہ، رسول، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔ ابو بکر جصاصؒ کہتے ہیں خمس کی تقسیم کے سلسلے میں سلف کے درمیان بنیادی طور پر اختلاف رائے موجود ہے۔ معاویہ بن صالحؒ نے علی بن ابی طلحہ سے روایت کی ہے اور انھوں نے ابن عباسؓ سے کہ مال غنیمت کے پانچ حصے ہوتے ہیں چار حصے ان لوگوں کو مل جاتے ہیں جو جنگ میں ہوتے ہیں۔ اور پانچویں حصے کے چار حصے کر کے چوتھائی حصہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور حضور ﷺ کے قرابت داروں کے لیے مخصوص کر دیا جاتا۔ اللہ اور اس کے رسول کو جو حصہ ہوتا وہ حضور ﷺ کے قرابت داروں کو مل جاتا۔ آپ ﷺ خمس میں سے کوئی چیز نہ لیتے تھے۔ دوسری چوتھائی یتیموں کے لیے مخصوص ہوتی۔ اور تیسری چوتھائی مسکینوں اور چوتھی مسافروں کے لیے مخصوص ہوتی۔ (54) ابن سبیل سے مراد وہ مسافر ہوتا جو مہمان بن کر مسلمانوں کے پاس آکر ٹھہر جاتا۔ قتادہؒ نے عکرمہؒ سے بھی اسی طرح کی روایت کی ہے۔ (فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ)(55) کی تفسیر میں قتادہ کا قول ہے کہ خمس کے پانچ حصے کیے جائیں گے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ایک حصہ، حضور ﷺ کے قرابت داروں کا ایک حصہ اور یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا ایک ایک حصہ ہو گا۔ عطا اور شعبیؒ کا قول ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے خمس میں سے ایک حصہ ہو گا۔ ابو جعفر الرازیؒ نے ربیع بن انسؒ سے اور انھوں نے ابو العالیہؒ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ کے پاس مال غنیمت یعنی خمس لایا جاتا، آپ ﷺ اپنا دست مبارک اس پر مارتے، اس کی گرفت میں جو چیز آجاتی وہ کعبہ اللہ کے لیے مخصوص ہو جاتی۔ یہ بیت کا حصہ کہلاتی۔ پھر باقی ماندہ خمس کے پانچ حصے کیے جاتے، حضور ﷺ کو ایک حصہ ملتا، آپ ﷺ کے قرابت داروں کو ایک حصہ دیا جاتا، اور یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ایک ایک حصہ مخصوص کر دیا جاتا۔ جو حصہ کعبہ کے لیے مخصوص ہو، وہ اللہ کا حصہ کہلاتا۔ ابو یوسف نے اشعث بن سوار سے، انھوں نے ابن الزبیر سے اور انھوں نے حضرت جابرؓ سے

روایت کی ہے کہ خمس کو اللہ کے راستے میں اور لوگوں کی ضرورتوں میں صرف کیا جاتا تھا۔ جب مال غنیمت کی کثرت ہو گئی جس میں خمس بھی اچھا خاصا نکلنے لگا تو اسے دوسرے مصارف میں خرچ کیا جانے لگا۔ امام ابو یوسفؒ نے الکلبیؒ سے، انھوں نے ابو صالحؒ سے اور انھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں خمس کے پانچ حصے کیے جاتے تھے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ایک حصہ ہوتا۔ آپ ﷺ کے رشتہ داروں کے لیے ایک حصہ ہوتا، اور یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ایک ایک حصہ ہوتا۔ پھر حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اپنے اپنے خلافت میں خمس کے تین حصے کرتے، ایک حصہ یتیموں کا ہوتا، دوسرا مسکینوں کا ہوتا اور تیسرا مسافروں کا ہوتا۔([56]) خمس کی تقسیم میں سلف کے مابین اختلاف کی درج بالا صورتیں تھیں۔ حضرت ابن عباسؓ کا بروایت علی ابن ابی طلحہ یہ قول ہے کہ اس کے چار حصے کیے جاتے تھے، اللہ، اللہ کے رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے رشتہ داروں کے لیے ایک حصہ ہوتا اور حضور ﷺ خمس میں سے کچھ نہ لیتے تھے۔ دوسرے حضرات کا قول ہے کہ (فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ)([57]) میں اللہ کے حصے کا ذکر محض آغاز کلام کے طور پر کیا گیا ہے۔ اور خمس کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ عطا، شعبی اور قتادہ کا یہی قول ہے۔ جب کہ ابو العالیہ کا قول ہے کہ خمس کے چھ حصے ہوتے تھے۔ اللہ کا ایک حصہ، اللہ کے رسول ﷺ کا ایک حصہ اور یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ایک ایک حصہ ہوتا اللہ کا حصہ کعبۃ اللہ کے لیے مخصوص کر دیا جاتا۔ کلبیؒ کے روایت کے بموجب حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ چاروں خلافہ راشدین نے خمس کے تین حصے کیے تھے۔ جب کہ حضرت جابر بن عبد اللہؓ کا قول ہے کہ خمس کو اللہ کے راستے میں خرچ کیا جاتا تھا۔ لوگوں کی پیش آمدہ اجتماعی قسم کی ضروریات پوری کی جاتی تھیں اور بعد میں جب خمس کی آمدنی میں بہت اضافہ ہو گیا تو دوسری مدوں میں بھی اسے صرف کیے اجانے لگا۔ محمد بن مسلمہ جو اہل مدینہ کے متاخرین میں سے تھے فرماتے ہیں کہ خمس کے معاملے کو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی صوابدید پر چھوڑ دیا تھا۔ جس طرح تقسیم غنائم کی آیت کے نزول سے قبل انفال کا معاملہ بھی آپ کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا تھا۔([58])

اللہ تعالیٰ کا فرمان (وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا)([59]) اور جو کچھ تمہیں اللہ کے رسول دیں اسے لے لو۔ اس آیت کے آخر میں بیان فرمادیا کہ اس معاملہ کو حضور ﷺ کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اسی طرح خمس کے متعلق ارشاد ہوا (لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ) یعنی اس کی تقسیم کو حضور ﷺ کی صوابدید پر چھوڑ دیا گی کہ آپ ﷺ جن مصارف میں اسے مناسب سمجھیں خرچ کریں۔([60])

خمس میں سے خانہ کعبہ کا حصہ:

قول باری تعالیٰ (فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ) اس مفہوم پر مشتمل ہے کہ ہمیں ہر کام کو اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرنے کی تعلیم دی گئی ہے، اور ساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ خمس کو اللہ کے تقرب اور رضا جوئی کی راہوں میں خرچ کرنا چاہیے حضور ﷺ کو خمس میں سے ایک حصہ ملتا، وہ چیز بھی آپ ﷺ کی ہو جاتی جسے آپ ﷺ پسند کر لیتے۔ اور جنگ میں شریک ایک سپاہی کی حیثیت سے مال غنیمت میں سے بھی ایک حصہ مل جاتا۔ ابو حمزہ نے حضرت ابن عباسؓ سے اور انھوں نے حضور ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے عبد القیس کے وفد سے فرمایا تھا "میں تمہیں چار باتوں کا حکم دیتا ہوں، اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، نماز قائم کرنے کا، غنائم میں سے اللہ کا حصہ نکالنے کا اور صفی ادا کرنے کا"۔ (61) مال غنیمت میں سے وہ حصہ یا چیز جسے سردار اپنے لیے مخصوص کرے صفیٰ کے نام سے موسوم ہے۔ (62)

حوالہ جات

1 ۔ جصاص، ابو بکر احمد بن علی رازی، احکام القرآن للجصاص، مترجم، مولانا عبد القیوم (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، شریعہ اکیڈمی، 2018ء) ج5، ص123

2 ۔ احکام القرآن للجصاص، ج5، ص123

3 ۔ سورۃ الانفال، آیت: 1

4 ۔ سجستانی، ابو بکر سلیمان بن اشعث، (ابو داود)، سنن ابی داود، تحقیق: محمد بن محیی الدین عبد الحمید، (بیروت: المکتبہ العصریہ، 1418ھ / 1998ء) ج3، ص30، رقم الاحدیث: 2742

5 ۔ سورۃ الانفال، آیت: 1

6 ۔ سورۃ الانفال، آیت: 41

7 ۔ احکام القرآن للجصاص، ج5، ص124

8 ۔ ایضا

9 ۔ ایضا

10 ۔ سنن ابی داوٗد، ج2، ص85، رقم الالحدیث: 2738

11 ۔ احکام القرآن للجصاص، ج5، ص125

12 ۔ سورۃ الانفال، آیت: 41

13 ۔ احکام القرآن للجصاص، ج5، ص126

14 ۔ سورۃ الانفال، آیت: 1

15 ۔احکام القرآن للجصاص، ج5، ص127

16 ۔سورۃ الانفال، آیت:1

17 ۔سنن ابی داؤد، ج2، ص86، رقم الالحدیث:2740

18 ۔احکام القرآن للجصاص، ج5، ص128

19 ۔سورۃ الانفال، آیت:7

20 ۔احکام القرآن للجصاص، ج5، ص128

21 ۔سورۃ الانفال، آیت:41

22 ۔ایضا، آیت:69

23 ۔ایضا، آیت:1

24 ۔احکام القرآن للجصاص، ج5، ص139

25 ۔سورۃ الانفال، آیت:68

26 ۔ایضا، آیت:69

27 ۔ایضا، آیت:67

28 ۔سنن ابو داؤد، ج2، ص68، رقم الالحدیث:269

29 ۔احکام القرآن للجصاص، ج5، ص140

30 ۔سورۃ الانفال، آیت:41

31 ۔احکام القرآن للجصاص، ج5، ص141

32 ۔سنن بیہقی، ج2، ص35، رقم الالحدیث:133

33 ۔احکام القرآن للجصاص، ج5، ص146

34 ۔احکام القرآن للجصاص، ج5، ص146

35 ۔ایضا، ص147

36 ۔سورۃ الانفال، آیت:41

37 ۔احکام القرآن للجصاص، ج5، ص155

38 ۔سورۃ الانفال، آیت:41

39 ۔احکام القرآن للجصاص، ج5، ص157

40 ۔حدیث

41 ۔احکام القرآن للجصاص، ج5، ص157

[42] ۔ ایضا، ج5، ص158

[43] ۔ ایضا

[44] ۔ ایضا، ص159

[45] ۔ احکام القرآن للجصاص، ج5، ص159

[46] ۔ سورۃ الانفال، آیت: 41

[47] ۔ سورۃ النساء، آیت: 11

[48] ۔ احکام القرآن للجصاص، ج5، ص160

[49] ۔ سنن ترمذی، ج4، ص124، رقم الالحدیث: 1554

[50] ۔ احکام القرآن للجصاص، ج5، ص162

[51] ۔ ایضا، ص163

[52] ۔ احکام القرآن للجصاص، ج5، ص166

[53] ۔ سورۃ الانفال، آیت: 41

[54] ۔ احکام القرآن للجصاص، ج5، ص167

[55] ۔ سورۃ الانفال، آیت: 41

[56] ۔ احکام القرآن للجصاص، ج5، ص168

[57] ۔ سورۃ الانفال، آیت: 41

[58] ۔ احکام القرآن للجصاص، ج5، ص169

[59] ۔ سورۃ الحشر، آیت: 7

[60] ۔ احکام القرآن للجصاص، ج5، ص169

[61] ۔ سنن ابو داؤد، ج3، ص380، رقم الالحدیث: 3694

[62] ۔ احکام القرآن للجصاص، ج5، ص172